مصائب الشیعہ

حصّہ اوّل و دوم

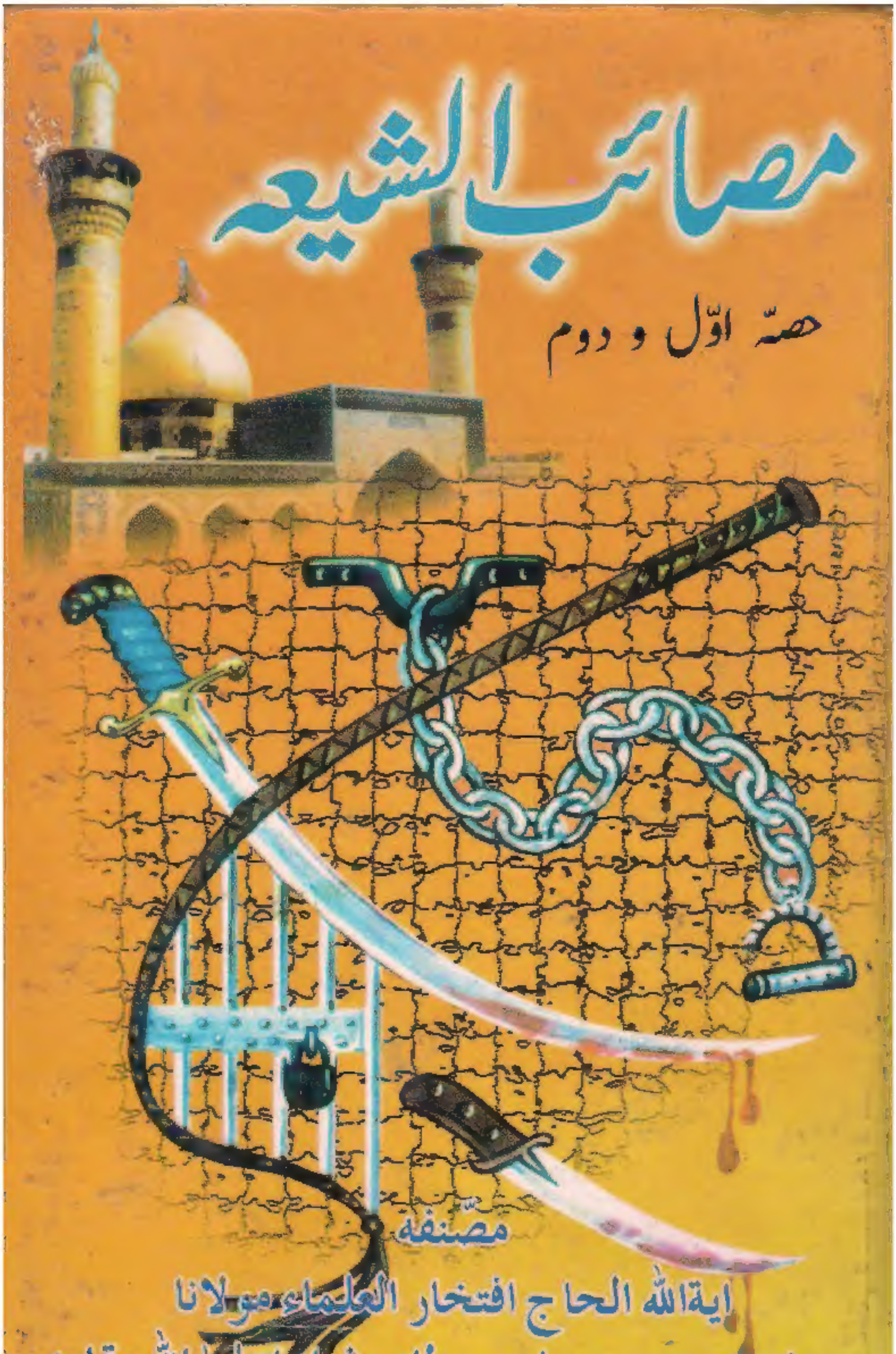

مصنّفہ

ایۃاللہ الحاج افتخار العلماء مولانا

سعادت حسین صاحب طاب ثراہ اعلیٰ اللہ مقامہ

مصائب الشیعہ

جلد اول و دوم

۱۱ھ سے ۶۰ھ تک کے
عبرتناک واقعات

مصنفہٗ

آیۃ اللہ الحاج افتخار العلماء
مولانا سعادت حسین خاں صاحب
طاب ثراہ اعلی اللہ مقامہ

پیش کردہ
ادارہ ناصر العلوم

ناشر
شیعہ مشن، ۵۵/۳۹۰، حسین مارکٹ، رستم نگر، لکھنؤ ۳

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : مصائب الشیعہ
مصنف : مولانا سعادت حسین خاں طاب ثراہ
پیش کردہ : ادارہ ناصر العلوم
ناشر : شیعہ مشن، ۵۵/۳۹۰، حسینی مارکٹ، رستم نگر، لکھنؤ۔۳
کمپوزنگ : حیدر کمپیوٹر، نیو مفتی گنج، لکھنؤ، فون: ۳۲۹۷۸۳۔
تعداد : دو ہزار (۲۰۰۰)
سنہ طباعت : مئی ۲۰۰۱ء
مطبوعہ : اے۔بی۔سی۔آفسیٹ پریس، دہلی
ہدیہ :

ملنے کے پتے

شیعہ مشن، ۵۵/۳۹۰، حسینی مارکٹ، رستم نگر، لکھنؤ۔۳
فون۔268969 فیکس260923 (0522)
عباس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ۔۳
فون۔269598, 260756 فیکس260923 (0522)

علامہ شہید قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین ص ۹۰ پر تحریر کرتے ہیں علامہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ جو مشاہیر علماء اہل سنت سے ہیں فرماتے ہیں کہ اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اٹھارہ رافضی تھے۔

میں نے اپنی کتاب تحقیق حق مخلوط میں کتاب اہل سنت وجماعت سے بہت سے صحابہ کے اسماء تحریر کیے ہیں جنھوں نے ابوبکر کی بعیت نہیں کی تھی۔

کیا اس کے بعد بھی شیعوں کے مقررہ جماعت کی حیثیت سے وجود کا حیات حضرت امیر المومنین میں انکار کیا جاسکتا ہے۔

شیعوں پر مظالم کی ابتداء

جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رہے اہل بیتؑ طاہرین اور شیعوں کے لئے سپر بنے رہے، جسمانی اذیت دینا تو در کنار کوئی ان کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب حضرت کا انتقال ہو گیا تو منافقین کو اس کا بھرپور موقع ملا کہ حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں کی مخالفت کریں چنانچہ اس جوش مخالفت میں:

۱۔ حضرت امیر علیہ السلام کو اذیتیں دی گئیں آپ کا حق خلافت غصب کیا گیا گلے میں رسی باندھ کر کشاں کشاں مسجد نبوی میں لایا گیا کتنے غضب کی بات ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند

ہوتے ہی ابھی آپ کا غسل وکفن بھی نہ ہوا تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار جمع ہو گئے اور بغیر کسی سند ودلیل کے صرف عمر بن خطاب کے بیعت کر لینے سے ابو بکر بن ابی قحافہ خلیفہ بن گئے حالانکہ واقعہ غدیر جس کے روات کی تعداد ۱۲۰اور تیسری صدی سے تیرھویں صدی تک جن علماء و محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ان کی تعداد ۱۶۱ ہے صاف بتاتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنادیا تھاعلاوہ واقعہ غدیر کے کثرت سے آیات واحادیث پیغمبر اسلام ہیں جو خلافت ووزارت حضرت امیرؑ کا ببانگ دہل اعلان کر رہی ہیں جس کو اس میں شک وشبہہ ہو صرف احقاق الحق شہید ثالث علامہ قاضی نور اللہ شوستری کا مطالعہ کرے حق واضح اور باطل کے چہرہ سے نقاب اٹھ جائے گی۔ چونکہ اس مسئلہ پر فرقہ شیعہ کی صدہا کتابیں موجود ہیں نیز ہمارا مطلوب مصائب شیعان حضرت امیرؑ کا بیان ہے اس لئے ہم اتنے سے اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی ظلم وستم کیا گیا کہ بجبر حضرت امیرؑ سے بیعت لی جائے۔ جیساکہ کتب تاریخ میں مذکور ہے علامۂ طبری کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب حضرت علیؑ کے گھر پر آئے اس وقت وہاں طلحہ زبیر اور مہاجرین میں سے کچھ افراد بھی موجود تھے اور کہا کہ خدا کی قسم اگر تم لوگ ابو بکر کی بیعت کے لئے نہ چلو گے تو میں ضرور ضرور گھر کو جلادوں گا یہ سن کر زبیر تلوار سونتے ہوئے باہر آئے لیکن ٹھوکر کھائی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور پکڑ لیا۔

اسی سے ملتی جلتی عبارت عقد فرید ابن عبدربہ اور دیگر مورخین کی

ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیرؑ پر رحلت پیغمبرؐ اسلام کے بعد ہی مظالم شروع ہو گئے تھے حضرت پر کیسے مظالم ہوئے اس کے ثبوت کے لئے خود حضرت کا خطبہ شقشقیہ جسے اس کی تفصیلی شرح کے ساتھ علامۂ ابن ابی الحدید معتزلی کی شرح نہج البلاغہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ نیز دیگر کتب اہل سنت کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ پر مظالم

رحلت مرشد اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد یہ ایک دردناک داستان ہے کہ آپ کی اکلوتی بیٹی جناب انسیۂ حورا، بتول عذرا، فاطمہؑ، زہراؑ پر ایسے دردناک مظالم ڈھائے گئے کہ آپ کو پدر محترم کے مرثیہ میں یہ کہنا پڑا کہ

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیا لیا

مجھ پر ایسے مصائب انڈیل دئے گئے کہ اگر یہ مصائب روز روشن پر ڈالے جاتے تو وہ رات بن جاتے۔

جناب معصومۂ عالم پر کیا کیا مصائب توڑے گئے اس کا اجمالی خاکہ یہ ہے۔

۱۔ آپ کے گھر پر چڑھائی کی گئی۔

۲۔ آپ کا گھر جلایا گیا۔

۳۔ آپ پر دروازہ گرایا گیا جس سے پہلو شکستہ ہوا۔
۴۔ آپ کا حمل ان مظالم سے ساقط ہوا اور جناب محسنؑ شہید ہوئے۔
۵۔ آپ کی املاک وجائدادیں غصب کی گئیں۔
۶۔ میراث رسولؐ سے محروم کر دیا گیا۔
۷۔ حق ذوالقربیٰ کو ساقط کیا گیا۔
۸۔ خمس کے حکم قرآنی کو معطل کیا گیا۔
۹۔ آپ کو باپ پر رونے سے منع کیا گیا۔

حضرت خاتون جنتؑ پر جتنے مظالم کئے گئے اس کی تفصیل کے لئے تو دفتر کے دفتر چاہیے ہیں۔ لیکن جن علماء اہل سنت نے ان مصائب کو تحریر کیا ہے ان کی ایک اجمالی فہرست حسب ذیل ہے :

۱۔ علامہ ابو جعفر بن طبری متوفی ۳۱۰ھ ص ۸۱۸ ج ۴ طبع لندن۔
۲۔ علامہ محمد بن واقدی متوفی ۲۰۷ھ۔
۳۔ علامہ ابو بکر عبد اللہ عبسی معروف بابن ابی شیبہ متوفی ۲۲۵ھ۔
۴۔ علامہ ابن عبد ربہ متوفی ۳۲۸ھ۔
۵۔ علامہ ابن حنزلبہ۔
۶۔ مصنف کتاب المحاسن وانفاس الجواہر۔
۷۔ علامہ عبد اللہ بن ابی شیبہ۔
۸۔ علامہ بلاذری متوفی ۲۷۹ھ
۹۔ علامہ یوسف بن عبد اللہ معروف بابن عبد البر مصنف استیعاب متوفی

۴۶۳ھ۔

۱۰۔ علامہ ابو بکر جوہری صاحب کتاب السقیفہ۔

۱۱۔ علامہ قاضی جمال الدین۔

۱۲۔ علامہ ابو الفداء اسمٰعیل بن محمود صاحب کتاب المختصر۔

۱۳۔ علامہ ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ۔

۱۴۔ علامہ ابراہیم بن عبداللہ الیمینی الشافعی صاحب کتاب الاکتفا۔

۱۵۔ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ صاحب جمع الجوامع۔

۱۶۔ علامہ ملا علی متقی متوفی ۹۷۵ھ صاحب کنز العمال۔

۱۷۔ علامہ شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ۔

حضرت غالب کل غالب علی بن ابی طالبؑ اور معصومہ عالمؑ پر مظالم صرف اس لئے توڑے گئے تاکہ مدینہ منورہ اور دیگر مقامات کے مسلمانوں کے دلوں پر اس خود ساختہ خلافت کا رعب ودبدبہ بیٹھ جائے اور خلیفہ و خلیفہ گر افراد من مانی کاروائی کر سکیں۔

مسلمان اپنی جگہ پر یہ دیکھ کر کہ جب نبی آخر الزماں کی اکلوتی بیٹی اور داماد پر اس طرح کے سخت سے سخت مصائب توڑے جا رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہو گا لرز جائیں گے اور اس نوزائیدہ حکومت کی مخالفت کی جرأت نہ کر سکیں گے۔ اور خلافت کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں گی۔

ظاہر ہے جب حضرت علیؑ ایسے شجاع و بہادر کے گلے میں رسی

باندھی جا سکتی ہے فاطمہ زہراؑ کے گھر پر لکڑیاں اور آگ کے ساتھ چڑھائی کی جا سکتی ہے آپ کو کوڑے سے اذیت دی جا سکتی ہے آپ کے پہلو پر دروازہ گرا کر پسلیاں توڑی جا سکتی ہیں آپ کے فرزند حضرت محسنؑ حالت حمل میں شہید کیے جا سکتے ہیں املاک جناب معصومہ عالم کو ضبط کیا جا سکتا ہے خمس کے قرآنی حکم کو معطل کیا جا سکتا ہے تو پھر مخالفت کرنے والے مسلمانوں کا کیا حشر ہو سکتا ہے۔ اسی سے قیاس کیا جا سکتا ہے بعد وفات مرشد اعظم مدینہ منورہ اوباش و شوریدہ سر لوگوں کا ایک مرکز بن گیا تھا اور جبراً و قہراً نئے خلیفہ کی بیعت لی جا رہی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ دلوں کی گہرائیوں میں جو نفاق کی چنگاری چھپی ہوئی تھی اس کے شعلوں نے سارے مدینۃ الرسولؐ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور غسل و کفن و دفن رسولؐ سے پہلے آپ کی جانشینی کے مسائل طے کیے جانے لگے۔

۲۸ ر صفر ۱۱ھ وہ قیامت خیز دن تھا جس دن آفتاب رسالت غروب ہوا تھا۔ سلسلۂ وحی الٰہی منقطع ہو گیا تھا۔ مسلمان فیض سرور عالمؐ سے محروم ہوئے تھے ظاہر ہے اس سے زیادہ اندوہ گیں والم انگیز حادثہ ایک سچے مسلمان کے تصور سے بالاتر ہے مگر ہوا یہ ہے کہ جنازہ سرکار دو جہاںؐ پر صرف بنو ہاشم اور ازواج رسولؐ باقی رہ گئے تھے اور اللہ کا نام تھا۔

اہل ہوا و ہوس کا دستور ہے کہ وہ اسی کو دباتے ہیں جس سے اندیشہ ہو کہ وہ ہمارے مقاصد میں حائل ہو گا۔ اور قبل اس کے کہ وہ ادھر متوجہ

ہوں اپنا کام بنالینا چاہئے۔ چنانچہ ادھر سقیفہ میں خلافت کا جھگڑا چکا ادھر عمر بن خطاب کی زنگ آلود تلوار (اس لئے کہ وہ اب تک کسی جہاد میں میان سے باہر نہ آئی تھی) نیام سے نکل آئی اور آپ نے اعلان کرنا شروع کیا کہ جو کہے گا کہ پیغمبر اسلامؐ دنیا سے اٹھ گئے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپ نے وہ جوش وخروش دکھایا کہ خدا کی پناہ۔

کاش جب احد میں شیطان نے اعلان کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دئے گئے تو بجائے پہاڑ پر پناہ لینے کے یہ کیفیت پیدا ہو گئی ہوتی اور مشرکین مکہ کو جو وفات سرکار دوجہاںؐ پر مسرور وطعنہ زن تھے ان کی گردن اڑانا شروع کر دیا ہوتا۔

غرض اس وقت یہ حالت نہ ہونا اور اب اس کیفیت کا پاتے میں پیدا کر لینا دونوں امر تعجب خیز ہیں۔

بہر حال یہ انداز مقصد براری کا ذریعہ بنا اور مدینہ کا مسلمان دم بخود وفات سرکار دوعالمؐ سے احراق خانہ سیدہ عالمؑ تک یہ مناظر ٹک ٹک دیکھتا رہا۔ لیکن ان عظیم ہنگامی حالات اور اہل بیت رسولؐ پر شدید ترین مظالم کے باوجود مخلص شیعیان علیؑ خاموش تماشائی نہیں بنے رہے بلکہ برابر صدائے مخالفت وصدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔ ٹوکتے رہے۔ حق کا اظہار کرتے رہے غلط دعووں کی تکذیب کرتے رہے۔

ظاہر ہے کہ جب اہل دنیا سے کوئی شخص کسی عنوان سے بھی بر سر اقتدار آجاتا ہے تو اپنے اقتدار کو باقی رکھنے کے لئے جاجابر طرح کے کام کر

ڈالتا ہے۔ اس لئے کہ حکومت کا غرور۔ سلطنت کا نشہ اقتدار کا زور انسان کو جامے سے باہر کر دیتا ہے۔

جہاں ظالم کے دست ظلم میں خون بہانے کی خو پیدا ہو جاتی ہے وہیں حق پرستی سچائی مظلوموں کی نصرت و حمایت میں حق پرستوں میں ایسی بے پناہ قوت و طاقت پیدا کر دیتی ہے جس سے وہ جبار و قہار حکومتوں سے بھی ٹکر لے لیتے ہیں اور ان کے پرخچے اڑا دیتے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم ذرا محبان علیؑ کے کردار۔ شجاعت، دلیری، جذبۂ ایثار کو دیکھے کہ کس طرح انھوں نے ظالموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ظلم کی کلائی مروڑ کر رکھ دی۔ لیکن جادہ حق پرستی سے قدم نہیں ہٹائے۔ وہ ڈگڈگا کر جام موت پیتے جاتے تھے علیؑ علیؑ کا نعرہ بلند کرتے جاتے تھے مگر ظالموں کے خنجر کند کر دیتے اور ان کے قصد و ارادے کو زیر زمین دفن کر دیتے تھے۔

جناب مالک بن نویرہ کے حامی آج ان کا ذکر سربلندی و افتخار سے کرتے ہیں لیکن خالد بن ولید کے حامیوں کو ان کے کئے کے چھپانے کے لئے خطاء اجتہادی کی طویل و عریض چادر تیار کرنا پڑتی ہے۔ حجر بن عدی اور ان کے ساتھی کفن سامنے رکھے اپنی قبر کے کنارے صبح کو موت سے بغلگیر ہو گئے۔ لیکن معاویہ کو نزاع کی حالت میں مالی و للحجر (مجھے کیا پڑی تھی حجر کے قتل کی) کہنا پڑتا ہے بسر بن ارطاۃ زیاد بن ابیہ عبید اللہ بن زیاد حجاج بن یوسف کے رفقاء و احباب کو آج تک ان کے فرعونیت کی تاویل ڈھونڈھے نہیں مل رہی ہے لیکن ان کے مقتولین میثم و رشید و کمیل و قنبر کے کارنامے زینت منبر

بنے ہوئے ہیں۔

غرض ظالم اپنے جبروت واقتدار کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتر چکے اور نت نئے مذمت کے قلادے پہن رہے ہیں لیکن شہدائے راہ محبت علیؑ خود بھی زندہ ہیں ان کا ذکر بھی زندہ اور بلند ہے۔

اب ہم داستان مصائب سرشاران محبت علیؑ کا حرف آغاز ذکر جناب مالک بن نویرہ سے کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے سر پر محبت امیر المؤمنینؑ میں تاج شہادت سب سے پہلے رکھا گیا جو آج تک پوری چمک دمک سے حقائق و معارف کی ضیاپاشی قلوب مؤمنین پر کر رہا ہے۔

مالک بن نویرہ تمیمی یربوعی

اصحاب پیغمبر اسلامؐ میں سے مالک بن نویرہ بھی ایک جلیل القدر صحابی ہیں نام نامی مالک ابن نویرہ بن حمزہ بن شداد بن عبید بن یربوع تمیمی یربوعی تھا ان کے حقیقی بھائی کا نام متمم بن نویرہ تھا ابو حنظلہ ان کی کنیت اور جفول ان کا لقب تھا۔ (اصابہ ج ۳ ص ۳۵۷)

مالک خود مرشد اعظمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ سرزمین بطاح کے رہنے والے اور اپنی قوم کے سردار تھے اور بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ مرزبانی ناقل ہے کہ مالک شاعر، شریف اور شہسوار تھے زمانہ جاہلیت میں یہ بنی یربوع کے شہسواروں اور اشراف اور سلاطین کے ردیف اور ساتھی شمار کئے جاتے تھے۔ (اصابہ ج ۳ ص ۳۵۷)